ایمان اور اس کے اثرات

امام مسجد الحرام فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فیصل غزاوی حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد: ایمان کی نعمت عظیم ترین نعمت ہے۔ جسے یہ نعمت مل گئی تو گویا کہ اسے سب سے عظیم نعمت مل گئی، اس جیسی کوئی نعمت نہیں، اس کے برابر کوئی عطا نہیں۔ اس نعمت سے دنیا وآخرت کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیجیے ﴿بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ [الحجرات: ۱۷] ''اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو۔'' ایمان کی نعمت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں میں سب سے بیش قیمت ہے حتیٰ کہ ہمیں وجود بخشنے سے بھی بڑی نعمت ہے، پھر وجود سے متعلقہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے، جیسے رزق، صحت، زندگی اور زندگی کی زیب وزینت۔ یہ وہ عظیم نعمت ہے جو انسانی وجود کو ایک نمایاں کارآمد حقیقت بناتی ہے اور انسانی زندگی کو پُر اثر بناتی ہے۔ اس نعمت کا اندازہ لگانا ہو تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیجیے ﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الانعام: ۱۲۲] ''کیا وہ شخص جو پہلے مُردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے، اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ور کسی طرح اُن سے نہ نکلتا ہو؟ کافروں کیلئے تو اسی طرح ان کے اعمال خوشنما بنا دیئے گئے ہیں۔''

تو کیا وہ شخص جو گمراہی میں بھٹک رہا ہو اور پریشانی کے عالم میں ہلاک ہو رہا ہو پھر اللہ تعالیٰ ایمان کے ذریعے سے اس کے دل کو زندگی بخش دے، اسے دین اسلام کی ہدایت فرما دے، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما دے، کیا وہ شخص اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو جہالت اور گمراہیوں میں بھٹکتا رہتا ہے جو کسی رہنمائی کرنے والے یا نجات دینے والے کو ڈھونڈ نہیں پاتا؟ جس کے دل میں ایمان ہی نہ ہو جو پیدا کرنے والے رب کو بھی نہ پہچانتا ہو اور جو اللہ کے بھیجے ہوئے رسول کو بھی نہ جانتا ہو تو وہ گمراہ اور ہلاک ہو جائے گا۔

اللہ کو نہ پہچاننا دراصل ہلاکت، تباہی اور بربادی ہے اور اللہ تعالیٰ کو پہچان لینا اور اس کے متعلق علم حاصل کر لینا بہترین کمائی، حقیقی غنیمت اور اللہ کا بہت فضل واحسان ہے۔ اس نعمت کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو

ایمان کی قیمت جانتا ہو۔ ایک مسلمان کی زندگی پر ایمان کے اثرات واضح نظر آتے ہیں، تاہم ان اثرات میں سے چند تو ایسے ہیں کہ جن پر غور کرنا لازم ہے۔ جیسے یہ حقیقت کہ ایمان کے ذریعے بندہ مؤمن کی زندگی میں ایک نیا رنگ آ جاتا ہے۔ ایمان بندہ مؤمن کی بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے کی طرف ترغیب دیتا ہے۔ ہمارے سچے رسول ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ انسان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ''کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند نہ کرنے لگے جو خود اپنے لیے کرتا ہے۔'' [صحیح بخاری]

امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ہستی کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہ پسند نہ کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' اس طرز سے مسلمان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ دوسرے مسلمان اس کے بھائی ہیں، وہ ان کی عزت کرتا ہے اور ان کا احترام کرتا ہے۔ وہ ان کیلئے بھی وہی چیز پسند کرتا ہے جو وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ انہیں بھی وہی بھلائیاں نصیب ہوں جو اس کو نصیب ہوئی ہیں۔

مؤمن کا ایمان اسے فعال بناتا ہے اور معاشرے کیلئے فائدہ مند بناتا ہے وہ اللہ کیلئے خرچ کر کے بہت خوش ہوتا ہے دوسروں کی خدمت کر کے تو وہ خوشی سے سمانہیں پاتا، اس کے ذریعے سے بھائی کی مشکل آسان ہو جائے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ وہ بھرپور کوشش کرتا ہے کہ بھلائی کے ہر میدان میں حصہ لے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اجر کما سکے اور بلند درجات حاصل کر سکے۔

یہ حقیقت ہے یقیناً! ایمان بندوں کو فعال بناتا ہے، معاشرے کیلئے فائدہ مند اور کارگر ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان اپنی زندگی میں نیکیاں کمانے کی، بھلائیاں کرنے کی اور اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ چونکہ مؤمن ایک ایسی دوڑ میں شامل ہے جو موت تک رکنے والی نہیں، تو وہ بڑھ چڑھ کر نیک اعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ وقت ضائع کرنے سے گریزاں رہتا ہے اور عمر کو بے فائدہ گزارنے سے رُکا رہتا ہے۔ یہ چیزیں نبی کریم ﷺ کی زندگی اور سیرت میں واضح طور پر نظر آتی ہیں۔ وہ تو اللہ کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والے تھے وہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ تعلق قائم کیے رکھتے تھے، اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہوتے تھے۔ اللہ کی عبادت سے کبھی نہیں رُکتے تھے۔ لوگوں کو

بھلائی سکھاتے تھے۔ ہر بھلائی کی طرف بلاتے تھے۔ ہر برائی، فحاشی اور رسوا کن گناہ سے روکتے تھے۔ جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھتا یا ان سے ملتا، اسے آپ ﷺ کی برکت حاصل ہو جاتی۔ آپ ﷺ کی صحبت سے سعادت مند ہو جاتا۔ سچے مؤمن کا حال بھی یہی ہوتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ''انسان کی برکت یہ ہوتی ہے کہ وہ جہاں بھی جائے، بھلائی سکھاتا رہے، جس سے بھی ملے، نصیحت کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا قول نقل کیا ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا ''اُس نے مجھے بابرکت بنایا جہاں بھی میں رہوں۔'' [مریم:۳۱] یعنی بھلائی کی تعلیم دینے والا، اللہ کی طرف بلانے والا، اللہ کی یاد دلانے والا، نیکی کی ترغیب دلانے والا۔ یہی چیزیں انسان کی برکت ہوتی ہیں جس میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں تو اس میں کوئی برکت نہیں۔ اس کے ساتھ ملاقات کی کوئی برکت نصیب ہوتی ہے نہ اس کے ساتھ بیٹھنے کی۔''

اے مسلمانو! ہمارے لیے نمونہ اور آئیڈیل کی حیثیت رکھنے والے نبی محمد ﷺ نیکی کے کاموں میں، بھلائی کرنے میں یا لوگوں کی خدمت کرنے میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔ کسی کو دعوت دیتے، کسی کو سکھاتے، کسی کو دعا دیتے، کسی کو نصیحت کرتے، اصلاح کی خاطر کسی سے ناراضی کا اظہار کرتے، کسی کو بھلی رائے دیتے، کسی کو بھلائی میں بڑھنے کی تلقین کرتے، کسی کو برائی سے خبردار کرتے، کسی کی حاجت پوری کرنے چل پڑتے، کسی کی سفارش کرتے، کسی کو ہدیہ دیتے، کسی پر صدقہ کرتے، کسی کے ساتھ مذاق کرتے، کسی کی زیارت کرتے، کسی کی مہمان نوازی کرتے، کسی کو حق دلاتے، کسی سے حق حاصل کرتے اس طرح آپ ﷺ لوگوں کی خدمت میں سرگرم رہتے۔ ان کیلئے بھلائی پسند کرتے تھے۔ انہیں فائدہ پہنچانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ مختلف طریقوں سے ان پر احسان کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے جسم پر اس کا اثر نظر آنے لگا۔ آخری عمر میں آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز ادا کرنا پڑتی کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے آپ ﷺ کمزور ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے خود ہی بھلائی کے کام کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ آپ ﷺ نے پوری ایک نسل انہی اخلاق اور ان اصولوں پر تیار فرمائی۔ اس طرح وہ عظیم لوگ بن گئے۔ بھلائیوں کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی تربیت سخاوت اور صدقہ دینے پر کی تھی۔ اللہ کی راہ میں قربانیاں دینے اور جانیں پیش کرنے پر کی تھی۔ چنانچہ وہ ان صفات میں ضرب المثل بن گئے۔

دیکھیے! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب دور سے کسی شخص کو دیکھتے تو اسے فوراً اسلام پیش کرتے۔ ایک

روز آپ نے اَغوَرّ مُزَنِی سے کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگ تم سے بھلائی کی کتنی توقع رکھتے ہیں؟ خیال رکھنا کہ سلام پیش کرنے میں تجھ پر کوئی سبقت نہ لے جائے اغر مزنی کہتے ہیں اس نصیحت کے بعد جب بھی کوئی شخص ہمیں نظر آتا تو ہم جلدی سے اسے سلام کرتے تھے تاکہ ہم سلام پیش کرنے میں پہل کر سکیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھلائیوں میں سبقت کس طرح نہ لے جاتے جبکہ ان کی تربیت کرنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سکھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے قریب ترین اور رحمت الٰہی کا سب سے بڑا حق دار وہ ہے جو سلام پیش کرنے میں سبقت لے جائے۔

جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جنازہ پڑھنے، اس کے ساتھ چلنے اور اسے دفنانے کی فضیلت کا علم ہوا کہ اس عمل کا دو قیراط کے برابر اجر ملتا ہے اور ہر قیراط جبل احد جتنا بڑا ہوتا ہے۔ اس وقت آپ نے ہاتھ میں کچھ پتھر پکڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ پتھر زمین پر پھینکے اور فرمایا ''ہم تو کئی قیراطوں میں سُستی کر چکے ہیں۔'' یہ ہیں عظیم لوگ۔ یہ لوگ سُستی کی وجہ سے نہ کی جانے والی عبادتوں پر نادم ہوتے تھے دنیا کا سامان رہ جانے پر نہیں کیونکہ عبادت تو باقی رہنے والی ہے اور دنیا ختم ہو جانے والی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ''جب ہم کسی کو نہ دیکھتے تو ہم اس کا پتہ کرنے کیلئے چلے جاتے۔ اگر وہ بیمار ہوتا تو عیادت ہو جاتی، اگر مشغول ہوتا تو مدد ہو جاتی اور اگر کوئی اور وجہ ہوتی تو زیارت ہی ہو جاتی۔''

دیکھیے! کس طرح وہ ایک دوسرے کا خیال کرتے تھے ایک دوسرے کے متعلق پوچھتے تھے اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے۔ کس طرح ان کا ایمان انہیں ایک دوسرے کی خبر رکھنے پر ابھارتا تھا، ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ہاتھ بٹانے کی ترغیب دلاتا تھا۔

مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہیے کہ وہ بھائیوں کی مدد کرتا رہے، انہیں بھلائی کا حکم دیتا رہے، ان کی خوشی پر خوش ہو، ان کی تنگی اس پر گراں گزرے اور ان کی خوشی اور غمی میں شریک رہے۔ داناؤں کا کہنا ہے ''بندے کی مردانگی اس کی زبان کی سچائی سے، ہمسایوں کی مدد سے، ساتھیوں کی خدمت سے اور دوسروں اور ہمسائیوں کی تکلیف دُور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔''

بعض لوگ تو خیر کے کاموں کا اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ چیونٹیوں کیلئے روٹی باریک کر کے پھیلا دیتے اور کہتے یہ ہماری ہمسائیاں ہیں۔ ہمسائیگی کا حق ان کا بھی ہے۔ کتنا عظیم تھا ان کا احسان اور کتنی عظیم تھی ان کی نیکی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے اور اس کی رضامندی کے متلاشی تھے۔

امام حسن رحمہ اللہ ایک رات یہ دعا کر رہے تھے اے اللہ! مجھ پر ظلم کرنے والے کو معاف فرما! یہی دعا بار بار دہرا رہے تھے۔ جب بہت بار دہرائی جا چکی تو ایک شخص نے آکر کہا رات میں نے آپ کو ظالم کیلئے اتنی دعا کرتے ہوئے سنا کہ میرے دل میں بھی یہ آگیا کہ کاش میں نے حسن بصری رحمہ اللہ پر ظلم کیا ہوتا تو میں بھی آج اس کی دعا میں شریک ہوتا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ﴿فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الشوری:۴۰] ''جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔''

غور کیجئے! اس پرنور مثال پر غور کیجیے! کس طرح انسان اپنے ظلم کو بھول جاتا ہے جب اسے نیکی کے بدلے اللہ تعالیٰ کی عطا کا خیال آجاتا ہے۔ اس طرح کے بڑے نفس میں پاکیزہ روح ہوتی ہے جس میں کینہ اور بغض کی کوئی جگہ نہیں ہوتی جس میں مسلمانوں کو برا سمجھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

موسیٰ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد سیرین کو خوب دن چڑھے بازار میں جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ بازار میں جا کر اللہ کی تسبیح بیان کرتے، تکبیریں پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ ایک شخص نے انہیں کہا اے ابوبکر! آپ یہ وقت اللہ کے ذکر کیلئے کیوں مختص کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ وقت غفلت کا وقت ہے اس لیے میں اس میں ذکر کر رہا ہوں۔

دوسرا خطبہ

اللہ کے بندو! ایمان کے اثرات انتہائی پُرنور اور قابل تعریف ہیں۔ یہ لوگوں کے رویوں اور اخلاق میں ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ لازم ہے کہ انسان ایمان کو تازہ رکھنے کی کوشش کرے۔ ہمارے لیے بہترین نمونہ کی حیثیت رکھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے'' دلوں میں ایمان بھی یوں پرانا ہو جاتا ہے جس طرح کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں۔ اللہ سے ایمان کی تازگی کا سوال کرتے رہا کرو۔'' [طبرانی]

اللہ کے بندو! آج ہمیں ایمان کے معانی ذہن نشین کرنے کی کتنی ضرورت ہے معاشرے میں فعال بننے اور اثر پیدا کرنے کی کتنی ضرورت ہے۔ پرانے دور کے مسلم معاشرے اور بزرگوں کی روشن اور پُر نور محنتوں کو تازہ کرنے کی کتنی ضرورت ہے ان معاشروں کا طریقہ اپنانے کی، وحدت اپنانے کی کتنی ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم یہ بھی سوچیں کہ ہمارے مسلمان بھائی اللہ کی راہ میں ظلم اور زیادتی کا شکار ہیں اور انہیں دشمنان اسلام کی جانب سے بدترین عذاب اور سخت ترین سزائیں دی جارہی ہیں۔

مسلمان کو زیب دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ وہ جہاں بھی ہو، اللہ اسے بابرکت بنا دے، اس کے ہاتھ خیر سے بھر دے، اسے نصیحت کرنے والا بنائے، نیکی کا حکم دینے والا، برائی سے روکنے والا نیکیاں بڑھانے والا اور برائیاں ختم کرنے والا بنائے، لوگوں کی ممکنہ خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہنے والا بنا دے! مال اور نفس کے ذریعے ان کی حوصلہ افزائی کرنے والا بنائے۔ نفس، منصب اور دعا کے ذریعے سے ان کی خدمت کرنے والا بنائے، زندگی ختم ہونے سے قبل دوسروں پر گہرا اور مثبت اثر چھوڑنے کی توفیق دے تاکہ موت کے بعد بھی نفع پہنچتا رہے!

اے امت اسلام! اے محمد ﷺ کے نام لیواؤ! اللہ کی کتاب تھامے رکھو! نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا رہو۔ شریعت اسلامیہ کی حفاظت کرو! اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتے رہو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دو۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے دُور رہنے والے اور دُور رکھنے والے بنو۔ اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے بنو! صحیح منہج کی طرف بلاؤ۔ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اسلام کے احکام میں کسی ایک حکم کو بھی مت چھوڑو۔ ایمان کے معانی اپنے دل میں راسخ کرلو۔ فتنوں سے بچو اور گمراہی کی طرف بلانے والوں سے دُور رہو۔ ایک ہی لفظ پر اکٹھے ہونے کی کوشش کرو۔ مسلمانوں کی صفیں مضبوط کرو۔ ہر جگہ رہنے والے مسلمانوں کی مدد کرو۔ ڈرتے رہو اور چوکنے رہو کہ اسلام پر آپ کی طرف سے حملہ نہ ہو سکے۔ ٹھیک راستے پر چلتے رہو، اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہو۔ شہوات کے پیچھے مت لگو۔ موت آنے تک دین پر ڈٹے رہو۔

اے اللہ! ہمیں ہمارے گھروں میں امن نصیب فرما! ائمہ اور حکمرانوں کی اصلاح فرما! انہیں ان چیزوں کی توفیق عطا فرما جن میں ملک اور قوم کی فلاح و بہبود ہے۔ انہیں نیک مشیر اور وزیر مہیا فرما! ہماری حکمرانی انہیں نصیب فرما جو تجھ سے ڈرتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آمین

(بشکریہ: ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور)